# مسئلہ قیاس میں ابن عبدالبر کا موقف

تحریر استاد عبدالقادر عافیہ
ترجمہ محمد اسلام عمری

ابن عبدالبر نے قیاس کی مشروعیت ثابت کرتے ہوئے اپنی بحث کا عنوان "اجتہاد الرأی علی الاصول عند عدم النصوص فی حین نزول النازلۃ" رکھا ہے۔ اس عنوان کے ذریعہ وہ قیاس کے لیے بنیادی خطوط فراہم کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنی تائید میں صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجتہادات نیز امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ و فقہاء کے اجتہادات سے متعلق نصوص و آثار نقل کرتے ہیں۔ ان نصوص و آثار کے نقل کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ قیاس شریعت کے مآخذ میں ایک اہم ماخذ ہے اور اسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں ہے۔ یہ بات عام طور پر معلوم ہے کہ قیاس سے متعلق اصولی بحثیں ابن عبدالبر سے پہلے بھی بہت ہوئی ہیں اور ان کے بعد بھی۔ اس مقالہ میں ہمارے پیش نظر قیاس سے متعلق ابن عبدالبر کے نظریہ کا مطالعہ ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ کبھی کبھی عقلی استدلال اور آثار سے استدلال کے درمیان پیوندکاری کرتے ہیں تاہم وہ زیادہ تر آثار ہی پر اعتماد کرتے ہیں۔ وہ قیاس کے استعمال کے لیے جو دلائل فراہم کرتے ہیں وہ بھی قرآن و سنت سے اور ائمہ مجتہدین کے اجماع سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ یہی دلائل ان کی بنیاد اور حجت ہوتے ہیں، لیکن وہ عقلی طریقہ استدلال کبھی کبھی ہی استعمال کرتے ہیں۔

پانچویں صدی ہجری میں۔ جو ابن عبدالبر کا زمانہ ہے اور صحیح قول کے مطابق ان کی زندگی کا بڑا حصہ اس عہد میں گزرا ہے۔ اصولیات کے مطالعہ کا آغاز مشرق و مغرب میں

---

لہ یہ مضمون ماہنامہ "دعوۃ الحق" رباط اکتوبر، نومبر اور دسمبر ۱۹۹۰ء کے مشترکہ شمارہ میں شائع ہوا ہے اردو ناظرین کے افادہ کے لیے یہاں اس کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

یکساں طور پر ہو چکا تھا۔ بلاد اسلامیہ کے مشرقی حصہ میں متعدد بڑے علماء سامنے آئے جنھوں نے اصول کا مطالعہ کیا اور اس فن پر انھوں نے عمدہ کتابیں تصنیف کیں۔ مثال کے طور پر ابو اسحاق ابراہیم اسفرائینی متوفی ۴۱۳ھ ہیں، جنھوں نے 'الجامع فی اصول الدین' کے نام سے ایک کتاب تالیف کی اور اصول فقہ پر ایک رسالہ لکھا۔ ابو علی الحسین الصیمری متوفی ۴۳۶ھ کی کتاب کا نام 'مسائل الخلاف' ہے۔ ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ نے 'الوصول الی مسائل الاصول' تالیف کی، اسی کو 'اللمع' بھی کہتے ہیں۔ موصوف ابو حامد غزالی کے اساتذہ میں سے ہیں۔ ابو حامد غزالی جن کا انتقال ۵۰۵ھ میں ہوا وہ 'المستصفیٰ' اور 'شفاء العلیل فی بیان مسائل التعلیل' کے مصنف ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے اصولیین بھی ہیں جیسے ابو الحسن علی بن عقیل متوفی ۵۱۳ھ 'الجدل علی طریقہ الفقہاء' ان ہی کی تصنیف ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں محمد بن علی قفال شافعی (متوفی ۳۳۵ھ) کا ظہور ہوا۔ ان کو عقلی استدلال کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ ان ائمہ کرام سے پہلے ابن الراوندی (متوفی ۲۹۷ھ) الوالحسن اشعری علی بن اسماعیل (متوفی ۳۲۴ھ) اور ابو منصور (متوفی ۳۳۳ھ) پیدا ہو چکے تھے۔ ابو منصور نے 'ماخذ الشرائع' اور 'تاویلات اہل السنہ' نامی دو کتابیں بھی لکھی تھیں۔

ان تمام اہل علم نے مشرق و مغرب کے اسلامی شہروں میں اصولی مباحث کا اہتمام کیا اور استعمالِ قیاس کے وجوب پر دلائل فراہم کیے نیز یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کوئی فقیہ قیاس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، انھوں نے اس خیال سے اتفاق نہ کرنے والوں سے مباحثے بھی کیے اور ان پر تنقیدیں بھی کیں۔

پانچویں صدی ہجری میں اصولیین کی جماعت اس لحاظ سے ممتاز رہی ہے کہ اس نے اصولی مباحث میں بڑی باریک بینی سے کام لیا، اس زمرہ میں ابو اسحاق شیرازی زیادہ مشہور ہوئے، اس موضوع پر ان کی تصنیف کا ذکر آچکا ہے۔ ان کی ایک اور کتاب "القیاس" ہے جو اب تک دستیاب نہیں ہوئی۔ یہ ابو اسحاق مغرب کے اہم اصولی علماء کے معاصر ہیں، مثال کے طور پر ابو الولید الباجی (متوفی ۴۷۴ھ) 'المنہاج فی ترتیب الحجاج' اور 'احکام الفصول فی احکام الاصول' کے مصنف اور ابن حزم قرطبی ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) ہیں۔ ان کا انتقال ان کے دوست اور استاذ ابن عبدالبر سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ ابن حزم مندرجہ ذیل کتابوں کے مصنف تھے۔

(۱) الاحکام فی اصول الاحکام (۲) التقریب بحد المنطق وابطال القیاس (۳) مراتب الاجماع
ان دونوں کے بعد ابن العربی المعافری (متوفی ۵۴۳ھ) کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی تصنیفات میں 'المحصول فی علم الاصول' اور 'الانصاف فی مسائل الخلاف' قابل ذکر ہیں۔

ان تمام اصحاب علم نے اصولی مباحث کے ضمن میں مسئلہ قیاس سے بحث کی ہے۔ ابن حزم کے علاوہ ان تمام علماء نے بطور تاکید یہ بات کہی ہے کہ قیاس شریعت کے دیگر بنیادی مآخذ کی طرح ایک ماخذ ہے اور قیاس کو شریعت کا ماخذ تسلیم نہ کرنے والوں کی تردید کی ہے۔ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" میں اس موضوع پر بڑی اصولی بحثیں کی ہیں۔ ان میں قیاس کی بحث بھی شامل ہے جس کو وہ اجتہاد کا نام بھی دیتے ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے یہ بھی لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| الاجتهاد لا يكون | اجتہاد صرف ان ہی بنیادوں پر کیا |
| الاعن اصول يضاف | جا سکتا ہے جو حلت وحرمت کے لیے |
| اليها التحليل والتحريم | مرجع کی حیثیت رکھتی ہوں۔ ان بنیادی |
| وانه لا يجتهد الا عالم | سرچشموں سے واقفیت رکھنے والا |
| بها ومن اشكل عليه شئ | شخص ہی اجتہاد کرنے کا حق دار ہے۔ |
| لزمه الوقوف ولم | اگر کسی کو اس عمل میں کوئی مشکل پیش آجائے |
| يجز له ان يحيل على | تو اس کے لیے توقف کرنا ضروری ہے۔ |
| الله قولا في دينه لا نظير | اس لیے کہ یہ جائز نہیں کہ اللہ پر اور اس |
| له في اصل ولا هو في | کے دین کے بارے میں کوئی ایسا قول |
| معنى اصل اى القياس | منسوب کیا جائے جس کی اصل میں کوئی |
| لاخلاف فيه بين ائمة | نظیر نہ ہو اور نہ ہی (قیاسی طور پر) وہ معنی |
| الامصار قديما وحديثا | مترشح ہوتا ہو۔ علماء قدیم وجدید کے درمیان |
| (جامع بيان العلم وفضله جلد دوم ص۵۵) | اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ |

اس طرح قیاس کے بارے میں ابن عبدالبر کا یہ موقف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی قیاس لازماً کسی اصل ہی پر مبنی ہوگا نیز یہ کہ اصول یعنی قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والا شخص ہی قیاس کرنے کا اہل ہے۔ ان کا یہ موقف ہے کہ جو شخص ان

شرائط کو پورا نہ کرے اور صحیح طریقہ سے قیاس کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ قیاس سے باز ہی رہے۔ کسی حال میں اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے دین کے معاملہ میں کوئی ایسی بات منسوب کرے جس کی کوئی اصل دین میں نہ ہو اور نہ دین کے بنیادی ماخذ سے کسی طرح اس کی تائید ہوتی ہو۔

ابن عبد البر نے اپنے اس موقف کے لیے جو دلائل پیش کیے ہیں ان میں اہم ترین دلیل حضرت انسؓ سے مروی حدیث معاذؓ ہے۔ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا۔ ابن عبد البر نے اس حدیث کی تائید میں ایک دوسری روایت بھی نقل کی ہے جسے مغیرہ بن شعبہ نے متعدد صحابہ اور اہل حمص میں سے حضرت معاذ کے ساتھیوں کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے شعبی کی وہ روایت جو شریح سے مروی ہے پیش کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ان کو یہ خط لکھا تھا "جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ قرآن کی روشنی میں کرو، اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس کا حل تمہیں قرآن میں نہ ملے تو سنت رسول کی روشنی میں اس کا فیصلہ کرو، اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کی نظیر کتاب وسنت میں موجود نہ ہو تو لوگوں (اہل علم) کے اجماع کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر کتاب وسنت اور اجماع سے کوئی رہنمائی تم کو نہ ملے تو معروف طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کرو" ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر تم چاہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور اگر اس سے دامن بچانا چاہتے ہو تو ایسا بھی کر سکتے ہو۔ اس کے بعد ابن عبد البر ایسے نصوص پیش کرتے چلے جاتے ہیں جن سے قیاس کے استعمال کی تائید ہوتی ہے۔ انھوں نے اپنی سند سے حضرت سعید بن المسیب کی وہ روایت بھی پیش کی ہے جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے سامنے بعض مسائل ایسے پیش آجاتے ہیں جن کا حل قرآن میں نازل کیا گیا ہوتا ہے اور اس بارے میں آپ کی کوئی سنت بھی موجود نہیں ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے حل کے لیے اہل علم کو جمع کرو یا آپ نے فرمایا عبادت گزار مومنین کو جمع کرو اور اس کا فیصلہ اجتماعی مشورے کی روشنی میں کرو اور کسی ایک فرد کی رائے پر انحصار مت کرو۔

ابن عبد البر نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے پھر کہا ہے کہ "حضرت عمر نے

ایک شخص سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا کہ اس کے متعلق تو نے کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ نے اس قسم کا فیصلہ کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں ہوتا تو یوں فیصلہ کرتا، اس شخص نے کہا، آپ کے لیے کیا چیز مانع ہے، آپ ہی فیصلہ فرما دیجئے اس لیے کہ معاملہ اب آپ کے سامنے ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں تم کو کتاب و سنت کی طرف لوٹاتا تو ایسا یقیناً کرتا، لیکن اس وقت تو میں اپنی رائے پیش کر رہا ہوں اور میری نظر میں سب کی رائیں یکساں ہیں۔ چنانچہ انھوں نے حضرت زیدؓ اور حضرت علی کے فیصلہ میں مداخلت نہیں کی۔

ابن عبد البر نے قیاس کے حق میں متعدد نصوص پیش کرنے کے بعد یہ کہا ہے۔

هن كثير لا يحصى اس طرح کی نصوص بے شمار ہیں (جامع بیان العلم وفضلہ جلد دوم ص۵۵ - ۵۹) انھوں نے مزید یہ لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ان کا یہ قول مشرق و مغرب میں اس دوران لکھی گئی اصولی کتابوں سے متعلق ہے، انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ صحابۂ کرام کے عمل سے بکثرت یہ ثابت ہے کہ وہ نصوص کی عدم موجودگی میں قیاس سے کام لیتے تھے۔ طوالت کے باعث اس کا تذکرہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ انھوں نے امام مزنی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ عہد نبوی سے لے کر ہمارے زمانے تک ہر قسم کے مسائل میں دینی حکم کے تعین کے لیے قیاس کو استعمال کیا گیا ہے۔ اس ضابطہ پر گویا ان کا اجماع ہو گیا ہے کہ حق کی نظیر حق اور باطل کی نظیر باطل ہوا کرتی ہے۔ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ قیاس کا انکار کرے اس لیے کہ قیاس مختلف امور میں مشابہت یا مماثلت کی تلاش کا نام ہے۔

ابن عبد البر نے اس طرح کے قیاس کی چند مثالیں بھی دی ہیں۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے "(ان جانوروں کا شکار تمہارے لیے جائز ہے) جن کو تم نے سدھایا ہو اور خدا کے دیئے ہوئے علم کی بنیاد پر انھیں شکار کی تعلیم دیتے ہو" اس حکم سے شکاری کتوں کے علاوہ دیگر جانوروں کے شکار کی حلت کے بارے میں بھی جو اجماع ہو گیا ہے، وہ بطور قیاس ہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان "والذين يرمون المحصنات" (النور: ۴) (اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں) اس آیت میں محصنات کے حکم میں عفیف مرد بھی شامل

ہیں اس طرح لونڈیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد فاذا احصن (النساء:۲۵) (پھر جب وہ حصارِ نکاح میں محفوظ ہو جائیں) میں جمہور کے نزدیک قیاساً غلام بھی داخل ہیں۔ اس مسئلہ میں بعض علماء نے اختلاف بھی کیا ہے جو التفات کے قابل نہیں ہیں یہاں داؤد ظاہری اور ابن حزم کے اختلافی مسلک کی طرف اشارہ ہے۔ اس طرح علماء نے دو بہنوں کو وراثت میں حصہ دار بنائے جانے والے حکم پر قیاس کرتے ہوئے بیٹیوں کی وراثت پر اجماع کر لیا ہے۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ اس طرح کی مثالیں بے شمار ہیں جن کا ذکر طوالت کا موجب ہوگا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ابن عبدالبر کی پیش کی ہوئی اکثر دلیلیں صحابہ و تابعین اور نامور فقہاء کے عمل سے ماخوذ ہیں۔ ابن عبدالبر نے داؤد ظاہری کے اس خیال کی تردید بھی کی ہے کہ وہ جمہور علماء کے برخلاف درج ذیل حدیث کی بنا پر سود کو ان ہی مذکورہ چھ چیزوں میں منحصر قرار دیتے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| البر بالبر والشعير | گیہوں کے بدلے گیہوں، جَو کے بدلے |
| بالشعير والتمر بالتمر و | جَو، کھجور کے بدلے کھجور، سونا کے بدلے |
| الذهب بالذهب والورق | سونا، چاندی کے بدلے چاندی اور |
| بالورق والملح بالملح الامثلا | نمک کے بدلے نمک، برابر برابر اور ہاتھوں |
| بمثل ويدًا بيدٍ۔ | ہاتھ ہونا چاہیے۔ |

داؤد ظاہری دوسری اشیاء کو ان مذکورہ چیزوں پر قیاس نہیں کرتے، ان کے نزدیک چنا، دال اور اس طرح کی دوسری کھائی جانے والی اور جمع کی جانے والی اشیاء کے تبادلے میں ربا کا اطلاق نہیں ہوگا۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ علماء نے ان کے اس خیال کی تردید کی ہے اور انھوں نے حدیث میں مذکور اشیاء کے مفہوم میں آنے والی ہر شی کو اس پر قیاس کیا ہے اور یہ حکم لگایا ہے کہ ان کے تبادلے میں بھی وہ دونوں شرائط لازمی ہوں گی یعنی برابر برابر ہو اور نقد ہو۔

ابن عبدالبر نے داؤد ظاہری کے دلائل کا ذکر کر کے ان کی تردید کی ہے وہ اس تردید میں ابن حزم کا نام لیے بغیر ان پر تنقید کرتے ہیں اور انھیں داؤد کے بعض موافقین یا متبعین جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ ابن عبدالبر کا خیال ہے کہ داؤد ظاہری، نظام یا بعض معتزلہ کے معتقد ہیں۔ حدیث معاذ — جس پر ابن عبدالبر کے نظریہ

کی بنیاد ہے ـــــ کے بارے میں داؤد ظاہری نے کلام کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے اپنی طرف سے اس کا دفاع کیا ہے اور ان کے خیال کی تردید کی ہے۔ اس بحث کے آخر میں ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ حضرت معاذ کی حدیث صحیح اور مشہور ہے۔ ائمہ عدول نے اس کی روایت کی ہے اور یہ حدیث اجتہاد و قیاس کے سلسلہ میں بنیاد کا درجہ رکھتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ناپسندیدہ بات صرف یہ ہے کہ اللہ کے دین کے سلسلہ میں بے اصل قیاس اور محض گمان سے کوئی بات کہی جائے۔ جہاں تک اصل کی بنیاد پر قیاس کا معاملہ ہے اور کسی معاملہ کے بارے میں اس کے نظیر کی روشنی میں فیصلہ کرنے کی بات ہے تو اس میں علماء کے درمیان اختلاف نہیں ہے۔ انھوں نے ان تمام فقہاء وائمہ کا حوالہ بھی دیا ہے جو اجتہاد و قیاس کے قائل ہیں۔ ان فقہاء میں مدینہ کے سعید بن المسیب، سلیمان بن الیسار، القاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ بن عمر مکہ اور یمن کے عطاء، مجاہد، طاؤس، عکرمہ اور عمرو بن دینار، کوفہ کے علقمہ الاسود عبیدہ، شریح القاضی، مسروق اور شعبی، بصرہ کے الحسن اور ابن سیرین، شام کے مکحول سلیمان بن موسیٰ اور اوزاعی، مصر کے یزید بن ابی حبیب، عمرو بن الحارث، لیث بن سعد اور عبداللہ بن وہب، مالکیہ میں ابن القاسم، اشہب اور ابن عبدالحکم، یہاں تک کہ بغداد کے ابو ثور، اسحاق بن راہویہ اور عبیدہ بن القاسم بن سلام وغیرہ قابل ذکر ہیں، قدیم وجدید دیگر اہل علم بھی اس کے قائل رہے ہیں جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو وہ اجتہاد اور قیاس سے کام لیتے تھے۔ "عند ما ینزل بہم" یہ ایسا جملہ ہے جس سے ابن عبدالبر ایک خاص مفہوم اخذ کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اختلاف ہے کہ کسی ضرورت کے بغیر مطلقاً قیاس کرنا درست ہے یا نہیں۔ علماء اور اصحاب فن کا ایک گروہ بغیر کسی ضرورت کے قیاس کے بارے میں عدم جواز کا قائل ہے۔ ابن عبدالبر نے قیاس کے حامی علماء کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان کے برعکس ابراہیم بن یسار النظام اور معتزلہ کی ایک جماعت نے قیاس اور احکام میں اجتہاد کی نفی کا راستہ اختیار کیا۔ اسلاف کے طرز عمل کی مخالفت کی۔ اہل سنت میں سے داؤد بن علی بن خلف اصبہانی نے بھی یہی طرز عمل اختیار کیا ہے۔

داؤد بن علی کو معتزلہ کا متبع کہتے وقت ابن عبدالبر نے بہت محتاط رویہ اختیار

۴۵

کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ داؤد اہل سنت والجماعت کے عقیدے اور مسلک کے مخالف نہیں ہیں اور نہ ہی اخبار سے احکام کے استنباط کے معاملہ میں مخالف ہیں۔ انھوں نے فقط اس مسئلہ —— احکام میں قیاس کی نفی —— میں معتزلہ کی پیروی کی ہے۔

قیاس کے بارے میں ابن عبدالبر کی رائے علماء اہل سنت کی رائے کے عین مطابق ہے جو مسلک اعتدال پر قائم اور صحابہ وتابعین کے متبع تھے۔ تمام فقہا کی طرح ابن عبدالبر بھی قیاس کی صحت کے لیے یہ شرط ضروری قرار دیتے ہیں کہ قیاس کسی اصل کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔ اسی طرح اصل اور فرع میں علت بھی واضح ہونی چاہیے۔ اسی طرح وہ قیاس کے لیے یہ بھی ضروری قرار دیتے ہیں کہ کسی درپیش مسئلہ کے حل کے لیے قیاس کیا جائے نہ کہ بعد میں آنے والے کسی مسئلہ کی خاطر۔ مالکی علماء کی اکثریت بھی اسی کی قائل ہے۔ ابن رشد نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فرع کا حکم جب معلوم ہو جائے تو گویا وہ اصل کی طرح ہے۔ اس فرع سے مستنبط کسی دوسری علت کی بنا پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ابن رشد کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اصحاب مالک متفق ہیں لیکن فرع کا شمار اصل کی طرح ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ فرع کی علت اور اصل اول یعنی کتاب وسنت اور اجماع کی علت میں اتحاد ہو۔ جب علت مختلف ہوگی تو قیاس بھی باطل ہوگا۔ (المقدمات لابن رشد ۲۲،۲۱)

ابن عبدالبر کی تحریروں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں جمہور فقہاء مالکیہ کے موقف کے حامل ہیں اور جو لوگ قیاس کی نفی کے قائل ہیں ان پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ قیاس کے استعمال کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ نیز یہ کہ قیاس کے استعمال سے آدمی نصوص ہی تک محدود ہو کر نہیں رہ جاتا بلکہ ان نصوص میں موجود احکام کی علت کو معلوم کر کے اس کی بنیاد پر قیاس کر سکتا ہے۔ اس عمل سے مختلف احکام میں اشباہ ونظائر کی موجودگی معلوم ہوتی ہے۔

ابن عبدالبر ان لوگوں پر تعجب کرتے ہیں جو قیاس کے اہم فوائد سے بھی ناواقف ہیں۔ نظام اور ان کے موافقین پر انھوں نے نکتہ چینی بھی کی ہے۔ ابن عبدالبر کا خیال ہے کہ متنوع مسائل کے حل کے لیے قیاس ایک ضروری عمل ہے۔